باسمہٖ سبحانہ' تعالیٰ

(1)

گلاسگو 4.04.06

محترم مکرم جناب مولانا صاحب مفتی صاحب دام اقبالہ"

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ:۔ ہم گلاسگو کے کئی صد مسلمان آپ کی طرف رجوع کرر ہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے قوی اُمید ہے کہ آپ
کے علم وفضل کے ذریعہ ہمارے مسئلہ کا حل فرمائیں گے۔ برطانیہ میں شام کے وقت اکثر آسمان گردآلود ہونے کی وجہ سے پہلی، دوسری رات کا
چاند دیکھنا مشکل ناممکن ہوجاتا ہے۔ نیز سال میں کئی ماہ ایسے بھی آجاتے ہیں کہ چاند دو دن تک سورج سے پہلے غروب ہوجاتا ہے اور جب دیگر
اسلامی ممالک میں دوسری یا تیسری تاریخ ہوتی ہے تو ایک دم چاند بہت بڑا اور کافی دیر رہتا ہے۔ لہٰذا مجبوراً باہر ممالک سے اطلاع منگوانی پڑتی
ہے۔ ملک برطانیہ کے مسلمان دو گروہ میں بٹ گئے ہیں ایک گروہ سعودیہ سے اور دوسرا قریب ترین ملک مراکش یا وقت کے لحاظ سے ساؤتھ
افریقہ سے اطلاع منگواتے ہیں۔ نتیجۃً ایک ہی گھر کے افراد دو دو دن عید کرتے ہیں الگ الگ۔

1۔ جو لوگ مراکش یا ساؤتھ افریقہ سے اطلاع لیتے ہیں وہ وہاں کی رویت ہلال کمیٹی سے براہِ راست مل چکے ہیں وہاں رویت عامہ ہوتی
ہے۔ سر کی آنکھوں سے چاند کو دیکھا جاتا ہے نیز محکمہ فلکیات (ابزاویٹری) کے کم وبیش مطابق ہوتا ہے۔

2۔ اکثریت سعودی عرب کی اطلاع پر عمل کرتے ہیں اُن کا کہنا یہ ہے کہ وہاں سپریم کورٹ کے قضاۃ الاعلیٰ دو گواہوں کی شہادت پر فیصلہ
کرتے ہیں جو عین سنتِ رسول ﷺ ہے۔ لہٰذا برطانیہ والوں کو اُن کا اتباع کرنا واجب ہے کیونکہ ملک میں اِن کا اپنا کوئی اجتماعی نظام چاند کی
رویت کے بارے نہیں ہے۔

3۔ جو مسلمان حضرات سعودیہ کی رویت کو تسلیم نہیں کرتے اُن کے پاس درج ذیل دلائل ہیں۔
i۔ سعودیہ میں کبھی بھی رویت عامہ نہیں ہوتی مخصوص دو تین گواہ ہمیشہ عدالت میں پیش ہوتے ہیں۔ ii۔ مولانا اشرف علی تھانویؒ اور مفتی اعظم
پاکستان مفتی محمد شفیعؒ اور تمام ماہرین فلکیات فرماتے ہیں چاند اٹھائیس رات سے زیادہ نظر نہیں آسکتا۔ مولانا محمد زکریاؒ شیخ الحدیث اور دیگر کئی
عادل لوگ فرماتے ہیں کہ انہوں نے فجر کے وقت چاند دیکھا اور اُسی شام سعودیہ نے اعلان کر دیا کہ کل کو پہلی تاریخ ہے۔ ایسا کئی مرتبہ ہو چکا
ہے۔ iii۔ کئی درجن لوگوں سے ملے اُنہوں نے بتایا کہ بعض مرتبہ سعودیہ کے اعلان کرنے کے بعد دوسری رات کو بھی چاند نظر نہیں آیا حالانکہ
مطلع بالکل صاف تھا۔ iv۔ اُم القریٰ جنتری کے مطابق ہر ماہ کی پہلی تاریخ حرمینِ شریفین کی مساجد میں نوٹس بورڈ پر دکھائی جاتی ہیں جن کے
مطابق ایام بیض، محرم، شعبان کے روزے لوگ رکھتے ہیں اور عیدین پر بھی عرصہ 40 سال سے 90% اُس پر عمل ہوتا ہے جب نہایت قریب
سے اِس کا مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ 2003ء سے پہلے تک اُن کا عمل اِس بات پر تھا کہ جب لنڈن رات کے بارہ بجے جبکہ سعودیہ کے صبح تین
بجے سے پہلے اجتماع شمس وقمر (نیومون) ہوجائے تو اُسی رات سے پہلی تاریخ ہوگی پھر یہ طریقہ اختیار کیا کہ جب مکہ مکرمہ میں غروبِ آفتاب
سے پہلے نیومون ہوجائے تو اُسی رات سے پہلی تاریخ ہوگی اب موجودہ یہ طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہ جب نیومون مکہ مکرمہ کے غروبِ آفتاب
سے پہلے ہو اور چاند کم از کم ایک منٹ یا زیادہ سورج کے بعد غروب ہو تو اُسی رات سے پہلے تاریخ شروع ہوگی۔
پہلے طریقہ ہی کا نتیجہ تھا کہ بعض اوقات پاکستان سے دو دِن پہلے سعودیہ میں اعلان ہوجاتا تھا اور چاند، سورج سے کئی کئی منٹ پہلے غروب ہو چکا
ہوتا تھا۔ دوسرے طریقہ میں بھی کم وبیش یہی صورتِ حال ہوتی تھی اب موجودہ تیسرے طریقہ میں یہ ہوگا کہ سال میں چند ماہ ایسے ہونگے جو
دیگر ممالک کے ساتھ مشترک ہونگے۔ v۔ عملی طور پر کئی مرتبہ دیکھا گیا کہ سعودیہ کے اعلان کے مطابق پہلا آدھا چاند، پورا چاند "بدر" آخری

(2)

آدھا چاند اُن کی تاریخوں سے ایک دن بعد ہوتا ہے۔ vi۔ 2005ء سے پہلے ہمیشہ سعودیہ ہی سے اعلان کی اطلاع آئی کہ وہاں چاند دیکھا
گیا ہے حالانکہ جو لوگ جغرافیہ سے واقفیت رکھتے ہیں جانتے ہیں کہ ایسا ہونا ناممکن ہے۔ vii۔ نہایت قریب سے تحقیق کی تو علم ہوا کہ اِس وقت
ہمارے مسلمان ممالک چاند کو سر کی آنکھوں سے دیکھنے کی بجائے یا تو سعودیہ کا اِتباع کرتے ہیں یا وجود قمر کے فارمولے پر عمل کرتے ہیں
مثلاً ترکی، مصر، جارڈن، ملیشیاء، سوڈان، سعودی عرب، عرب امارات، وغیرہ وغیرہ بلکہ 2005ء میں تو نائیجیریا نے سب سے پہلے 3 اکتوبر کو
روزہ رکھا اور لبیا و نائیجیریا نے 2 نومبر کو عیدالفطر کی جبکہ انڈیا، پاکستان وغیرہ دو دِن یا تین دِن بعد روزہ ہوا۔ viii۔ بعض ایام سعودیہ ملک کے
قریب سورج گرہن ہوتا ہے پھر بھی چاند دیکھنے کی شہادت مل جاتی ہے۔

بس آخر میں ایک ہی سوال آپ سے عرض کرنا ہے کہ ہمارے شہر گلاسگو میں اُمت میں اِس بات پر انتشار ہو رہا ہے۔ سخت بے چینی اور نفرت سی
پیدا ہو رہی ہے کہ ایک طبقہ سعودیہ کو چھوڑنے کیلئے تیار نہیں دوسرا طبقہ سعودیہ کی بے بنیاد رویت (جب ہوتی ہے وجودِ قمر یا چاند، سورج سے پہلے
غروب پر) کو قبول کرنے کیلئے تیار نہیں نتیجۃً گھر گھر میں دو عیدیں ہوتی ہیں ایسے حالات میں ہمیں کیا کرنا چاہیے کیا موجودہ حالات میں شریعت
مطہرہ میں اِس کی اجازت بلا کراہت ہوگی کہ ہم بھی سعودیہ کی اطلاع پر عمل کرنا شروع کردیں یہ جانتے اور علم رکھتے ہوئے کہ ہمارا فرض روزہ
چھوٹ رہا ہے اور قربانی قبل از وقت کر رہے ہیں۔

پورے برطانیہ میں کبھی کثرت سعودیہ کے مطابق عیدین کرتے ہیں اور کبھی کثرت سعودیہ سے ہٹ کر کرتے ہیں ہمارے شہر گلاسگو میں عرصہ دراز
سے ایک دِن عید ہوتی تھی اور سعودیہ کی اطلاع کے خلاف، لیکن عرصہ سوا سال سے حالات نے پلٹا کھایا اور ایک طبقہ شدت سے سعودیہ کے مطابق
عمل کرنے والا پیدا ہو گیا کہ اس میں قبل از وقت اطلاع مل جاتی ہے۔ ٹیلیویزن پر فوٹو اور اطلاع آجاتی ہے زبردست سہولت ہے۔ شہر میں شور
مچ جاتا ہے کہ سعودیہ چاند ہو گیا۔

کیا ہمیں پہلے کی طرح ہی عمل کرنا چاہیے کہ مراکش قریب ترین اسلامی ملک اور ساؤتھ افریقہ وقت کے لحاظ سے قریب کی اطلاع کے مطابق
جمے رہیں یا یہ سب پرانا عمل چھوڑ کے نئے طبقہ کے ساتھ اِتفاق اور اتحاد کیلئے جُڑ جانا چاہیے؟ جو راستہ اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کے قریب ترین ہو
وہ ہمارے لئے تجویز فرمائیں ہم کس پر عمل کریں۔

بہا ہملیین کی طرف سے

محرک ناچیز ناکاربندہ **غلام علی** عفی عنہٗ

Ghulam Ali

I/R 1queen Mary AVe GlasGow G428DS

U.K

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

آپ نے اپنے سوال میں جن باتوں اور اشکالات کا تفصیلی ذکر فرمایا ہے، ان کا خلاصہ یہ ہے کہ فلکی حسابات کی رو سے سعودی حکومت کی رؤیت ہلال کے اعلانات بعض مرتبہ قابل اشکال ہوتے ہیں، اور بسا اوقات انکی طرف سے ایسے وقت میں بھی رؤیت ہلال کا اعلان ہوتا ہے جب فلکی حسابات کے اعتبار سے وہاں رؤیت ممکن ہی نہیں ہوتی، جسکی مثالیں اور ثبوت بھی آپ نے ارسال فرمائی ہیں۔

یہ تمام باتیں اپنی جگہ درست ہیں اور بے بنیاد نہیں، لیکن یہاں بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ اس طرح فلکی حسابات کے مخالف گواہی شرعاً قابل قبول ہے یا نہیں؟ اور دراصل یہ مسئلہ مجتہد فیہ ہے، سو اس میں علماء کرام کی ایک جماعت کا خیال یہ ہے کہ اس طرح کی گواہی قابلِ قبول نہیں، لیکن علماء کرام کی ایک بڑی جماعت کا قول یہ ہے کہ فلکی حسابات کا اعتبار نہیں اور ایسی صورت میں رؤیت کی گواہی معتبر مانی جائے گی۔

چنانچہ اس موضوع پر حضرت اقدس مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے دستخط سے ایک تفصیلی فتویٰ دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی سے جاری ہو چکا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مذاہب اربعہ کے جمہور علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ شہادت اور فلکی حسابات میں تضاد کی صورت میں شہادت یعنی گواہی کا اعتبار ہوگا اور فلکی حسابات کو معتبر نہیں سمجھا جائیگا۔ (رجسٹر نقل فتاوی: ۶/۴۶۱، ۸۵/۴۶۱)

اور جرمنی سے سعودی حکومت کی رؤیت کے اعلان سے متعلق ایک سوال کے جواب میں حضرت دامت برکاتہم فرماتے ہیں:

> ”سعودی حکومت کا کہنا یہی ہے کہ ان کے ہاں رؤیت ہلال کا فیصلہ خالص شرعی ضابطہ کے مطابق ہوتا ہے، اور رؤیت کے مطابق ہوتا ہے، فلکی حسابات کی بنیاد پر نہیں، اگرچہ سعودی حکومت کے اس اعلان کی صداقت پر بہت سے لوگوں کو اطمینان نہیں لیکن اس اعلان کی تکذیب کی بھی کوئی شرعی دلیل موجود نہیں۔ بہت سے حضرات کو سعودی عرب کے اعلان پر اس وجہ سے اطمینان نہیں ہوتا کہ ان کا کہنا ہے کہ بسا اوقات سعودی حکومت کا اعلان فلکی حسابات کے خلاف ہوا ہے، یعنی رؤیت کا فیصلہ ایسے وقت کر دیا گیا ہے جب سعودی عرب میں فلکی حسابات کی رو سے رؤیت ممکن ہی نہیں تھی لیکن شریعت میں چونکہ رؤیت کا مدار شرعی ضابطہ شہادت پر ہے اور فلکی حسابات پر مدار نہیں

اس لئے اہل جرمنی اگر سعودی عرب کے فیصلے پر عمل کرلیں تو شرعاً اس کی گنجائش ہے"(رجسٹر نقل فتاویٰ: ۵۶/۴۶۱)

نیز حضرت اقدس مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے برطانیہ سے آئے ہوئے اس قسم کے ایک سوال کے جواب میں فرمایا:

"سعودی عرب کے رؤیت پر رمضان وعید کرنا ایک اجتہادی مسئلہ ہے، یہ درست ہے کہ بعض اوقات وہ ایسے وقت رویت کا اعلان کردیتے ہیں جب حسابی طور سے رؤیت ممکن نہیں ہوتی، لیکن فقہاء کرام کی بڑی تعداد نے ایسی صورت میں بھی رؤیت کی شہادت کو معتبر مانا ہے......اب اگر کسی ملک کے علماء نے اس پر اتفاق کرلیا ہے تو مسئلہ کے مجتہد فیہ ہونے اور مسلمانوں میں اتحاد پیدا کرنے کے خاطر اس پر عمل کرنے میں کوئی شرعی محظور لازم نہیں آتا، اگر چہ جو لوگ مرائش کی بنیاد پر فیصلہ کرتے ہیں ان کا طریقہ احوط معلوم ہوتا ہے لیکن محض احوط کو اختیار کرنے کے لئے مسلمانوں کی غالب اکثریت سے ہٹ کر انتشار کا سبب بننا بھی بندہ کی نظر میں مناسب معلوم نہیں ہوتا"۔(رجسٹر نقل فتاویٰ: ۵۸/۷۰۶)

لہذا آپ کے سوال کا جواب یہ ہے کہ اگر وہاں کی اکثریت سعودی عرب کی رؤیت پر عمل کررہی ہو تو ان کے ساتھ رمضان وعید کرنے میں کوئی حرج نہیں، اور ظاہر ہے کہ جب شرعاً اس کی گنجائش ہے تو پھر رمضان کے روزوں یا دیگر عبادتوں کے ضائع ہونے یا ادا نہ ہونے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

محمد عثمان غفر اللہ لہ
دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی
۱۵ ـ ۴ ـ ۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح
بندہ محمد تقی عثمانی عفی عنہ
۱۷ ـ ۴ ـ ۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح
احقر محمود اشرف غفر اللہ لہ
۱۷/۴/۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح
محمد عبد المنان عفی عنہ
۱۷/۴/۱۴۲۷ھ

دارالافتاء
نمبر ۳۵/۸۶